



JOURNAL OF RESEARCH (URDU)

ISSN (Print): 1726-9067, ISSN (Online): 1816-3424
Volume No. 39, Issue No.02

JOURNAL'S PROFILE

Journal of Research (Urdu) is a bi-annual "Y" category journal approved by Higher Education Commission of Pakistan.

It started in 2001 from Bahauddin Zakariya University, Multan (Pakistan). At that time, it was owned by the Faculty of Languages & Islamic Studies. Later in 2008, Higher Education Commission of Pakistan recognized it as a research journal of Urdu in Category "Z". Since then, it is owned by the Department of Urdu, BZU, Multan. In 2014, it was upgraded and accepted for Category "Y".

CONTACT

Dr. Muhammad Khawar Nawazish
Editor, Journal of Research
Department of Urdu, BZU Multan-60800

MOBILE:
+92 300 9561745

WEBSITE:
<https://jorurdu.bzu.edu.pk/website/>

EMAIL:
jorurdu@bzu.edu.pk
khawarnawazish@bzu.edu.pk

ADDRESS

Office of the Journal of Research
(Urdu), Department of Urdu,
Bahauddin Zakariya University, Multan

TITLE OF THE PAPER

ارشدملتانی کی شاعری: تجزیاتی مطالعہ

AUTHOR(S)

*Dr. Imtiaz Hussain Baloch
Chairman, Department of Urdu, ISP, Multan

**Dr. Asif Jahangir
Assistant Professor, Department of Urdu, ISP, Multan

***Anna Mariam
Lecturer, Department of Urdu, Punjab Group of Colleges, Lahore

CONTACT

annamariam2123@gmail.com

HISTORY OF THE PAPER

Received on: 13-10-2023
Accepted on: 24-12-2023
Published on: 31-12-2023

DETAIL(S)

Volume No. 39, Issue No. 02, Page No: 116-124
Publisher:
Department of Urdu, Bahauddin Zakariya University
Multan (Pakistan)-60800

LICENSE



This work is licensed under a [Creative Commons Attribution 4.0 International License](https://creativecommons.org/licenses/by-nc-nd/4.0/)

COPYRIGHT

©The author(s) 2023. ©Journal of Research (Urdu) 2023.
This publication is an open access article.

*ڈاکٹر امتیاز حسین بلوچ، **ڈاکٹر آصف جہانگیر، ***انا مریم

ارشدملتانی کی شاعری: تجزیاتی مطالعہ

An Analytical Study of the Poetry of Arshad Multani

ABSTRACT

Arshad Multani was born in the house of Rahim Bakhsh Jat Mahar in Muhallah Peer Qazi Jalal, Inside Pak Gate, on 1924. Arshad Multani did not receive formal education from any Institution. Rather, he used to exchange views on various social, religious and political issues with Hakeem Ayub Siddiqi, Master Hussain Bakhsh and Hakeem Rahim Bakhsh. This thing promoted the thoughts of Arshad. He Read Medical books apart from the elementary rule. Arshad's wife's name is Zubaidah. Arshad has four children. Arshad multani,s favorite game was chess. He could not play chess himself. He also loved football. From an early age, Arshad was fond of reading magazines, participating in mushairas and reciting poetry. He read first Mushairah at Emerson collage Multan chaired by Sir Abdul Latif Tapish. Arshad Multani passed away on November 13, 2005. He is buried in Qila Peer graveyard near Gulistan colony Nishter road Multan.

KEYWORDS

Multan, Modern Poetry, Socio-political context, Analysis, Mushairas

ارشدملتانی کی شاعری شعور زیست کی شاعری ہے۔ ارشدملتانی شعراء کے اس دبستان سے تعلق رکھتے تھے جو شعر و شاعری کو محض بے کاروں کا مشغلہ نہیں بلکہ زندگی کا ترجمان اور تزئین زیست کا وسیلہ سمجھتے تھے۔ ارشد کی شخصیت کو بھی اس کے فن کا بڑا دخل تھا ان کی شاعری اور شخصیت میں ملتانی تہذیب و تمدن کا رچاؤ ملتا ہے۔ ارشد کی شاعری ایسے رویوں کی مرہون منت ہے کہ جو آج کے دور میں نایاب ہوتے جا رہے ہیں۔

ارشدملتانی کی شاعری کے حوالے سے ان کا پہلا شعری مجموعہ "نہات" سامنے آیا ہے۔ جسے بزم ثقافت ملتان نے شائع کیا ہے۔ کلیات شاعری "خوئے مہر وفا" کے نام سے سمیہ ولی نے مرتب کیا ہے۔ "نہات" کا مقدمہ "شعور زیست کا شاعر" کے عنوان سے ڈاکٹر اے بی اشرف نے تحریر کیا ہے۔ ارشد کی نظموں اور غزلوں میں زندگی کا حسین

امتراج جھلکتا ہے۔ ارشد کی غزلیں ان کی تخلیقی توانائی کا مظہر تھیں۔ انہوں نے تخلیقی عمل کو نیوراتی نہیں بلکہ شعور کا عمل قرار دیا۔ وہ فیض احمد فیض کی فکر کے وارث ہیں۔ وہ شعر و ادب کی دنیا میں ایک دبستان کے ترجمان ہیں۔ وہ دبستان اپنی توانا اور کھری سوچ کی بدولت عصر حاضر کا بہت بڑا دبستان ہے۔ اس مارکسی دبستان کا مطالبہ یہ ہے کہ ادب کا تعلق زندگی کے ساتھ ہے اور شاعر کا فنکار سماج سے ماوراء کوئی شے نہیں بلکہ اس سماج کا حصہ ہے ارشد کی شاعری کئی آوازوں کا سنگم ہے جس میں غالب کی خواہش نظارہ بھی ہے اور میر تقی میر کی ڈوبتی ہوئی لے بھی ہے۔

ڈاکٹر عاصی کرناہی "ارشد ملتانی"۔۔۔ ہمارا تشخص "میں لکھتے ہیں:

"ارشد ملتانی ایک وضع دار، ملنسار، مروت اور دلجو انسان تھے۔ معاشرے کے ہر شخص

سے اس کی ذہنی، شخصی اور معاشرتی سطح کے حوالے سے ان کے تعلقات و معاملات

تھے۔ وہ ہر شخص سے محبت کا معاملہ استوار رکھتے تھے۔" (1)

انہوں نے فیض کی طرح ہمیشہ آگ میں پھول کھلائے۔ ارشد کی غزل کا عمومی موضوع حدیث دلبری

نہیں "قصہ دوست" حکایت حضرت انسان اور افسانہ حیات ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ڈاکٹر اے بی اشرف نے "نہات"

کے مقدمے میں ارشد ملتانی کو شعور زیست کا شاعر قرار دیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

"ارشد ملتانی کی شاعری میں صدائے شعور اور رنگ معاشرہ شامل ہے۔ یہ شاعری نہ تو

خیالی باتوں سے عبارت ہے نہ اس میں نوائے سروش ہے نہ وہ بے مقصد اظہار ہے نہ لا

طائل اور ماورائی کلام پر مشتمل ہے۔ نہ وہ حکایت لذیذ اور قصص عجب کی حامل ہے۔ نہ

محض وجدان و عرفان کے پیداوار ہے نہ وہ لمحات جنوں کی شاعری ہے اور نہ جذبات کا پر

شور اور بے ہنگم لاوا ہے۔ بلکہ یہ شاعری لمحات شعور کی پیداوار، فرزاگی کا حاصل اور

زیست کے بارے میں مثبت رویوں کی شاعری ہے۔" (2)

ارشد کے پاس زندگی کا صحت مند شعور ہے وہ ایک انصاف پر مبنی نظام حیات اور تصور حیات کے قائل

ہیں۔

ارشاد شعور فکر بھی لازم ہے شعور میں
کافی نہیں ہے کا کل ور خسار کا خیال
(ثبات: ص 07)

ارتقائے شعور سے ارشد
ارتقائے غزل کے بھید کھلے
(ثبات: ص 07)

ارشاد کو مٹ مٹ کے شاعر ہیں ان کی یہ وابستگی اپنے ماحول اور سماج سے ہے۔ ان کی فکر نے حالات کو
ندرت بخشی ہے۔ ارشد کے تصور فن کے بارے میں ڈاکٹر اے بی اشرف لکھتے ہیں:

"ارشاد کو مٹ مٹ کا شاعر ہے۔ میں کہتا ہوں کہ کو مٹ مٹ کے بغیر کوئی ادیب کوئی
شاعر کوئی فن کار سچائی اور صداقت کے ہفت خواں طے نہیں کر سکتا۔ ارشد کو مٹ
منٹ بے نتیجہ نہیں۔ وہ معنی کے خون سے الفاظ کے گل بوٹے نہیں سجاتے بلکہ الفاظ
کے گل بوٹوں کو معنی کا خون دیتے ہیں جس سے سیراب ہو کر وہ کھل اٹھتے ہیں اور ان پر
نکھار اور بہار آ جاتی ہے۔" (3)

ارشاد ملتانی لفظ و صورت کی عشوہ گری کو عقل و فکر کی گمراہی گردانتے ہیں۔ وہ ادب میں مقصدیت
و افادیت کے قائل ہیں ان کا تصور شعر اگرچہ اکتسابی ہے مگر وہ وہی قوتوں سے بھی انکار نہیں کرتے۔ وہ شعر و فن
میں بے ساختگی اور آمد کی اہمیت کو بھی تسلیم کرتے ہیں۔

غالب نے کہا تھا:

فریاد کی کوئی لے نہیں ہے
نالہ پابند لے نہیں ہے
ارشاد ملتانی نے غالب کے اسی تصور کی تائید کی ہے:

احساس کی شدت نہیں اسلوب کی محتاج
پابند نہیں جذبہ دل دارورسن کا

(ثبات؛ ص 49)

ارشاد کو غزل کی روایت میں اپنی نئی روش کا بھرپور احساس بھی ہے جس کا اظہار انہوں نے جا بجا کیا ہے:

نئے خیال غزل میں سجا کے لائے ہیں
شعور و فکر نے رستے نئے سمجھائے ہیں

(ثبات، ص: 25)

اسی روش پر چل کر انہیں قبول عام حاصل ہوا۔ ان کی شاعری ان کی زندگی کی ترجمان و عکاس ہے۔ انہوں نے بھرپور زندگی بسر کی۔ انہوں نے غزل زیادہ کہی۔ پروفیسر ڈاکٹر محمد امین "ارشدملتانی ادبی بیٹھک کا آخری سہارا" ارشدملتانی کے سادگی کے حوالے سے لکھتے ہیں:

"انہوں نے سادہ زندگی بسر کی۔ ان کی غزل بھی کلاسیکی سادگی کی نمائندگی کرتی تھی۔

سادگی اور برجستگی ان کی غزلوں کی نمایاں خصوصیات ہیں۔" (4)

ارشاد کو اپنے آدرش سے گہری الفت ہے۔ وہ اس سوغات کی ترسیل چاہتا ہے۔ وہ اپنے ہم عصروں سے مطالبہ کرتا ہے کہ ان کی فکری ترویج کا ساتھ دیں۔ اس کے مطابق فن کا منصب یہ ہے کہ وہ اپنی زندگی کی ذمہ داریوں کو نبھانے اور معاشرتی اقدار کی پارسائی کرے۔ وہ تمام لوگوں میں محبت کے گیت بکھیرتا ہے اور ان لوگوں کے لبوں پر ان گیتوں کی دھنیں سننے کا خواہش مند ہے۔ وہ شرف انسانیت اور فن کار کی "انسانیت" کی بات کرتا ہے۔ ارشد کی شاعری گرد و پیش کی داستان حیات ہے۔ ارشد ملتانی ترقی پسند اور معتدل رویوں کا شاعر ہے۔

ڈاکٹر طاہر تونسوی "دبستان ملتان کی شناخت کا معتبر حوالہ ----- ارشد ملتانی" کے عنوان سے مضمون

میں رقم طراز ہیں:

"ارشاد ملتانی نے اپنے لب و لہجہ کی بدولت غزل کو نئے رویوں اور نئی وسعتوں سے

ہمکنار کیا ہے۔ اس کے ہاں نہ تو معاملہ بندی ہے اور نہ ہی بدن کے مختلف زاویے بلکہ

زندگی اور اس سے پیدا شدہ حقیقتوں کا ادراک اور پھر عصری مسائل کی نشاندہی اس کے
اندر کے آدمی کی تمام فکری سوچوں کو ظاہر کرتا ہے اور وہ ارتقائے شعور سے ارتقائے
غزل کے مرحلے تک پہنچتا ہے۔" (5)

ارشدملتانی کی غزلیں بھی اس کے مزاج کی عکاسی کرتی ہیں اور ایک خاص بات یہ ہے کہ وہ لفظ و معنی کی دنیا
میں اپنے آپ کو گم نہیں ہونے دیتا بلکہ اپنا ایک الگ جہان آباد کرتا ہے اور یوں وہ خود ہی بت گر بھی ہے، مغنی بھی ہے
اور قلم کار بھی اور پھر فن کار ہونے کے ناطے فن کا نگہدار بھی ہے۔ ارشد نے اپنی ایک نظم "قلم کار" میں اپنے منصب کا
خود تعین کیا ہے۔

بت گر بھی معنی بھی قلم کار بھی میں ہوں
فن کار ہوں اور فن کا نگہدار بھی میں ہوں
(ثبات: ص 23)

ارشد کے ہر لفظ میں جہاں معنی آباد ہے جس میں اس کے آدرش کی پرچھائیاں بھی موجود ہیں۔ ارشد کو
اپنے فن پر احساس تفاخر بھی ہے اس کی سنخوری کی بدولت لفظ کو حرے نصیب ہوئی ہے اس نے احساس کو ان کے
یہاں شاعرانہ تعلی کی شکل بھی اختیار کر لی ہے۔

ارشد طلوع صبح درخشاں ہے ضو فگن
تاریکیاں تمام ہوئیں ابر چھٹ گیا
(ثبات: ص 48)

ارشد کی غزل کا بڑا موضوع زندگی اور اس سے وابستہ تلازمات ہیں۔ زندگی کے بارے میں ان کے
نظریات قابل ذکر ہیں۔ ایک جہد مسلسل کی داستان ہے جبکہ دوسرا گروہ اختیار گھائل ہے۔ ارشد کا تعلق ذہنی طور پر
دونوں گروہوں سے ہے۔

ہم کیا بتائیں ڈوبنے والوں کا ماجرا
ان پانیوں سے پوچھ جو سر تک پہنچ گئے
(ثبات: ص 75)

ارشاد کے ہاں زندگی اپنی تمام تر مجبوریوں، مختاریوں، روشنیوں اور تاریکیوں کے ساتھ موجود ہے۔ لیکن ارشد کا جھکاؤ اپنی رجائی شخصیت کی بدولت زندگی کے اجالوں کی طرف ہے۔ ارشد زبیت کی مرحلوں کی دشواریوں کا بھی اعتراف کرتے ہیں۔

ڈاکٹر فاروق عثمان اپنے ایک مضمون "ارشاد ملتان کا شعری تناظر" میں لکھتے ہیں:

"ارشاد کی شاعری کے بارے میں میرا خیال ہے وہ کچھ ایسے رویوں کی مرہون منت ہے جو آج کے دور میں کم یاب ہی نہیں نایاب بھی ہوتے جا رہے ہیں۔ ارشد ملتان کا ایک شخص کا نام نہیں بلکہ ایک تہذیبی مرکز کا نام ہے۔" (6)

ارشاد کے ہاں محبت کا تجربہ انفرادی سطح پر بھی موجود ہے۔ ارشد کا محبوب چلتا پھرتا گوشت پوست کا انسان ہے:

مدت کے بعد جب وہ ملا آن کر مجھے
میں پاگلوں کی طرح سے اس کو لپٹ گیا
(ثبات: ص 47)

ارشاد کی شاعری میں عشق بنیادی اہمیت رکھتا ہے۔ ارشد عشق کی عظمت اور اہمیت کے قائل ہیں ان کا مذہب "انسان دوستی" اور محبت ہے۔ ان کے نزدیک تخلیق بشر کا مقصود بھی "محبت" ہے ورنہ یہ دنیا اس جذبے کے بغیر جلوہ بے رنگ ہے:

ارشاد ہ ایک شخص کی قربت کا ہے اثر
ناراض ہم سے شہر یہ سارا نہ تھا کبھی
(ثبات: ص 40)

ارشاد کا تصور عشق لا محدود وسعتوں کا حامل ہے۔ جس میں حسن محبوب کی رنگینی اور رنگ معاشرہ شامل ہے۔ ڈاکٹر اے بی اشرف "شعور زبیت کا شاعر" میں لکھتے ہیں:

"ارشدملتانی نے غزل کے مخصوص سانچے میں رہتے ہوئے تجربات کے تنوع اور تلون

سے اس میں سادگی کا رس سموایا ہے۔ زندگی، موت، وقت حسن فطرت، انسان-----

ان سب کے بارے میں ایک خاص نقطہ نظر بیان کیا ہے۔" (7)

ارشدملتانی اور رجائی لہجے کے شاعر تھے۔ جس کی آواز میں بے پناہ جدت، انقلابیت، غنائیت، تہذیبی رچاؤ

اور گزرتھا۔ اپنی اسی انفرادیت کا انہیں احساس بھی تھا:

مرا شعور ہے معراج آدمیت کی

مری نگاہ میں ہیں انبیاء کی تصویریں

(ثبات: ص 71)

ارشدملتانی اور پیچیدہ دونوں طرح سے بات کرنے کے فن سے آگاہ ہیں۔ ان کی بعض غزلوں میں روایتی

انداز بھی موجود ہے۔ تاہم اکثر غزلیں ایسی ہیں جو کلاسیکیت اور جدیدیت کا عمدہ مرکب ہیں۔

کچھ لوگ سدا مست ے عیش رہے ہیں

کچھ لوگ سپردِ غم و آلام ہمیشہ

(ثبات "ص 99)

ارشدملتانی اپنے ہم عصر شاعروں سے ہ مطالبہ کرتا ہے کہ وہ اس کے نظریہ شعر سے اتفاق کریں وہ

شاعروں کی مشق صرف تخلیقی کرب سے نجات پانے یا فکری جولانیوں کے مظاہرے کے لیے نہ فرمائیں بلکہ اس فن

کی حرمت کی پاسداری اس معاشرتی ذمہ داری کو نبھانے کی خاطر کریں۔ ڈاکٹر شمیم حیدر ترمذی اپنے مضمون "ارشدم

ملتانی کی غزل" میں رقم طراز ہیں:

"ارشدملتانی کے نزدیک تخلیق، ماحول سے گریزاں ہو تو بے ثمر ہو جاتی ہے اور شعر سماج کے

مسائل سے منہ موڑے تو بے وزن ہو جاتا ہے۔" (8)

ارشدملتانی اگرچہ شعر میں الہام و وجدان کا قائل ہے اس کے مطابق جب غموں کی چاندنی کھلتی ہے تو میرے

وجدان پر شعروں کے صحیفے نازل ہوتے ہیں اور اسی فکر الہام کی وجہ سے زمانے کو میرے فن کی ضرورت ہے۔

ارشاد میرے وجدان پر اترے ہیں صحیفے
ڈھلتے ہیں مری فکر میں الہام ہمیشہ

(ثبات: ص 99)

ارشاد نے معاشرے میں فروغ پذیر منفی قدروں پر طنز کیا ہے اور استہزائی نظر ڈالی ہے۔ یوں ان کی شاعری میں ہماری معاشرتی قدروں کا زوال منفی رویوں کے رنگ اور ظاہر و باطن کے تضادات بولتے سنائی دیتے ہیں۔ ڈاکٹر مختار ظفر اپنے مضمون "ارشاد ملتانی مرحوم: فن کے صحرا کا نخل تاباں" میں رقم طراز ہیں:

"ارشاد کے ہاں روایت اور جدیدیت کا امتزاج ہے وہ اسے نئی طرز سخن قرار دیتا ہے۔

اسی طرح وہ بھی قدیم و جدید کے سنگم پر کھڑا ہے۔" (9)

ارشاد ملتانی اپنی شخصی اور فکری مزاج کے حوالے سے ترقی پسند شاعر تھے۔ جس کا خوبصورت شاعرانہ اظہار "ثبات" میں موجود ہے۔ ارشد ملتانی، ملتانی تہذیب کا چلتا پھرتا نمونہ تھے۔ ارشد ملتانی کے ہاں ملتان کی معصوم تہذیب کے نقوش بھی ہیں اور تہذیبی نوحہ بھی ہے۔ ارشد ملتانی اس تہذیب کے مستقبل سے مایوس نہیں بلکہ پر امید ہیں۔

حوالہ جات

- 1- عاصی کرنالی، ارشد ملتانی۔۔ ہمارا تشخص، مشمولہ: ارشد ملتانی۔ فن اور شخصیت، (ملتان: ادبی سنگت پبلشرز، 2008)، مرتبہ: مشتاق کھوکھر، ص 38
- 2- اے بی اشرف، مقدمہ (شعور زیست کا شاعر)، مشمولہ: ثبات، از: ارشد ملتانی، (ملتان: بزمِ ثقافت، 1983ء)، ص 7
- 3- اے بی اشرف، مضمون، مشمولہ: ارشد ملتانی۔ فن اور شخصیت، ص 34
- 4- محمد امین، ارشد ملتانی: ادبی بیٹھک کا آخری سہارا، مشمولہ: ارشد ملتانی، (ملتان: بزمِ ثقافت پبلشرز، 2006ء)، مرتبہ: عمر کمال خان، ص 43
- 5- طاہر تونسوی، دبستانِ ملتان کی شناخت کا معتبر حوالہ۔ ارشد ملتانی، مشمولہ: ارشد ملتانی۔ فن اور شخصیت، ص 85
- 6- فاروق عثمان، ارشد ملتانی کا شعری تناظر، مشمولہ: ارشد ملتانی۔ فن اور شخصیت، ص 42
- 7- اے بی اشرف، مقدمہ (شعور زیست کا شاعر)، مشمولہ: ثبات، از: ارشد ملتانی، ص 10
- 8- شمیم حیدر ترمذی، ارشد ملتانی کی غزل، مشمولہ: ارشد ملتانی۔ فن اور شخصیت، ص 55
- 9- مختار ظفر، ارشد ملتانی مرحوم فن کے صحرا کے نخل تاباں، مشمولہ: ارشد ملتانی، مرتبہ: عمر کمال خان، ص 50